

چاند کے شرعی ثبوت کے متعلق بے مثال تحقیقی شاہکار



طرق اثبات الهلال

[www.sirat-e-mustaqeem.com](http://www.sirat-e-mustaqeem.com)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

کی تسہیل و تخریج بنام

ثبوت ہلال کے طریقے



SC 1286



چاند کے شرعی ثبوت کے متعلق بے مثال تحقیقی شاہکار

## طرق اثبات الهلال

مصنف: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

کی تسہیل و تخریج بنام

## ثبوت ہلال کے طریقے

پیشکش

مجلس: المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی



نام کتاب : طرق إثبات الهلال

تسہیل و تخریج بنام : ثبوت ہلال کے طریقے

مصنف : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن)

طباعت دوم : ربیع النور ۱۴۳۳ھ، مطابق فروری 2012ء

تعداد : 1000

ناشر : مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

### مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- فون: 021-32203311 .....کراچی : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی
- فون: 042-37311679 .....لاہور : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ
- فون: 041-2632625 .....سرمد آباد : (فیصل آباد) امین پور بازار
- فون: 058274-37212 .....کشمیر : چوک شہیداں، میرپور
- فون: 022-2620122 .....حیدر آباد : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن
- فون: 061-4511192 .....ملتان : نزد پتیل والی مسجد، اندرون بوٹریگیٹ
- فون: 044-2550767 .....اوکاڑہ : کان لہ روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال
- فون: 051-5553765 .....راولپنڈی : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ
- فون: 068-5571686 .....خان پور : دُرانی چوک، نہر کنارہ
- فون: 0244-4362145 .....نواب شاہ : چکر بازار، نزد MCB
- فون: 071-5619195 .....سکھر : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ
- فون: 055-4225653 .....گوجرانوالہ : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ
- .....پشاور : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: [ilmia@dawateislami.net](mailto:ilmia@dawateislami.net)

[www.dawateislami.net](http://www.dawateislami.net)

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ (تخریج شدہ) کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)



(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمائیے۔ ان شاء اللہ عزوجل علم میں ترقی ہوگی)

[illegible]

## فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
42	تنبیہ	5	نیتیں
47	ثبوت ہلال کے غلط طریقے	7	کُتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اور المدينة العلمية
47	کیم: حکایتِ روایت	10	پیش لفظ
48	دوم: افواہ	12	ثبوتِ روایت ہلال کے لئے شرع میں سات طریقے ہیں
50	سوم: خطوط و اخبار	12	طریق اول
50	چہارم: تار	21	طریق دوم
50-52	تار کی خبر کا رد	26	طریق سوم
52	پنجم: جنزریوں کا بیان	26	شہادۃ علی القضاء کا طریقہ
53	دوج اور پروا کے معنی	28	طریق چہارم
54	ششم: قیاسات و قرآن	30	طریق پنجم
54	قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے	30-31	استفاضہ کی تعریف اور اس کی شرائط
55	ہفتم: کچھ استقرائی کچھ اخترائی قاعدے	37	طریق ششم
56	یوم نحر کم یوم صوم کم کا معنی	39	طریق ہفتم
58	آخوذ و مراجع	40	اسلامی شہر میں منادی پر عمل کب ہوگا؟

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”چاند دیکھ کر عید کرو“ کے سولہ حروف کی نسبت سے اس کتاب کو

پڑھنے کی ”16 نیتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: **بَيِّتَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ** مسلمان کی بیٹ اس کے عمل

سے بہتر ہے۔ (”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحديث: ۵۹۴۳، ج ۶، ص ۱۸۵، دار احیاء التراث العربی بیروت)

دومدنی پھول: ﴿1﴾؛ **فیر اچھی بیٹ** کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿2﴾ **جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔**

{1} رضائے الہی عزوجل کیلئے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں

گا {2} حتیٰ النُّخِ اس کا باؤضو اور {3} قبلہ رومطالعہ کروں گا {4} قرآنی آیات

اور {5} احادیث مبارکہ کی زیارت کروں گا {6} جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک

آئے گا وہاں عزوجل اور {7} جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسم مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ

تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھوں گا {8} اس روایت ”عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ

یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، حدیث: ۱۰۷۵۰،

ج ۷، ص ۳۳۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت) پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے بُزُرگانِ دین

کے واقعات دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹوں گا {9} (اپنے ذاتی نسخے پر)

”یادداشت“ والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا {10} (اپنے ذاتی نسخے پر) عِنْدَ

القُرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا {10} کتاب مکمل پڑھنے کے لیے

بہ نیت حصولِ علم دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علم دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا {11} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا {12} اس حدیث پاک ”تَهَادُوا تَحَابُّوا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (موطأ امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱، دارالمعرفة بیروت) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتابیں خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا {13} جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیت کریمہ ”فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ ترجمہ کنز الایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔“ (پ ۴، النحل: ۴۳) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا {14} جس مسئلے میں دشواری ہوگی اس کو بار بار پڑھوں گا {15} جو نہیں جانتے انہیں سکھاؤں گا {16} کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا۔)

اچھی اچھی نیتوں سے متعلق رہنمائی کیلئے، امیر اہلسنت دامت برکاتہم  
 العالیہ کا سنتوں بھر ایان ”نیت کا پھل“ اور نیتوں سے متعلق آپ کے  
 مرتب کردہ کارڈ اور پمفلٹ مکتبہ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے  
 ہدیۃً حاصل فرمائیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
 آمَنَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتابِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور المدینۃ العلمیۃ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على إحسانه وبفضلِ رسولِهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ  
 وَسَلَّمَ ميرے ولی نعمت، میرے آقا علی حضرت امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم  
 المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مُجِدِّ دین وملت، حائِ سِتِّ، حائِ پدعت، عالمِ شریعت،  
 پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امامِ احمد  
 رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن بے مثال ذہانت و فطانت، کمال و درجہ فقاہت اور قدیم و  
 جدید علوم میں کامل و دسترس و مہارت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً ایک  
 ہزار کُتب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بچپن سے زائد علوم و فنون میں تَجَرُّ علمی  
 پر دل ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جن قلمی کاوشوں کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی  
 اُن میں ”کنز الایمان“، ”حدائقِ بخشش“ اور ”فتاویٰ رضویہ“ (تخریج شدہ ۳۳ جلدیں)  
 بھی شامل ہیں، آخر الذکر تو علوم و فنون کا ایسا بحرِ بیکراں ہے جو بے شمار و مستند مسائل  
 اور تحقیقاتِ نادرہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جسے پڑھ کر قدردانِ انسان بے  
 ساختہ پُکا راتھتا ہے کہ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیدِ ناما امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی



مُجْتَہِدانہ بصیرت کا پُر تو ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کُتب رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو چاہیے کہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جُمْلہ تصانیف کا حسب استطاعت ضرور مطالعہ کرے۔

تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، ان تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المَدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کَثَرُہُمُ اللہُ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

- |                                                 |                      |
|-------------------------------------------------|----------------------|
| (۱) شعبہ کُتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | (۲) شعبہ ترجیحِ کُتب |
| (۳) شعبہ درسی کُتب                              | (۴) شعبہ اصلاحی کُتب |
| (۵) شعبہ تراجمِ کُتب                            | (۶) شعبہ تفتیشِ کُتب |

”المَدینۃ العلمیۃ“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مُجِدِّ دین و مِلّت، حامیِ سنت، مآثرِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتّٰی الوَسْع سہل اُسْلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں

اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو

بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عز وجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدينة العلمية“ کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرِ اشہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

## پیش لفظ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے جہاں کئی علوم و فنون پر قلم اٹھایا اور علم کے دریا بہائے وہاں اس اہم ترین موضوع کو بھی زینت بخشی اور کئی رسائل تحریر فرمائے جن میں ”أَزْكَى الْإِهْلَالِ بِإِبْطَالِ مَا أُحْدِثَ النَّاسُ فِي أَمْرِ الْهَلَالِ“، ”الْبَدْوَرُ الْأَجَلَّةُ فِي أُمُورِ الْأَهْلَةِ“ اور زیر نظر رسالہ بھی شامل ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بد قسمتی سے کچھ لوگ شیطان کے جال میں پھنس کر شرعی اصول و ضوابط سے قطع نظر محض باطل افواہوں اور غیر محققہ شہادتوں کو دلیل بنا کر از خود رویت کا فیصلہ کر لیتے ہیں جو کہ سراسر شریعت کے منافی ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو شرعی اصول و ضوابط کے مطابق کئے ہوئے فیصلے پر محض چاند دیکھ کر یہ بدگمانیاں کرتے نظر آتے ہیں کہ غلط فیصلہ ہوا ہے؛ کیونکہ چاند موٹا ہے پہلی کانہیں ان کو اس حدیث مبارکہ سے درس حاصل کرنا چاہئے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔“ (”المعجم الكبير“، الحديث: ۱۰۴۵۱، ج ۱۰، ص ۱۹۸) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”علامات قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئے گا کہا جائے گا کہ دورات کا ہے۔“ (”المعجم الأوسط“، ج ۶، ص ۴۵۴، الحديث: ۹۳۷۶)۔

اس رسالہ میں امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ رویت کی کوئی صورتیں شرعی اعتبار سے مقبول ہیں اور کوئی نامقبول، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاند کے ثبوت کے ۷ طریقے فقہائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں جو شرعی اعتبار سے درست ہیں: (۱) خود چاند دیکھنے والے کی

گواہی (۲) چاند دیکھنے والوں نے اپنے چاند کے دیکھنے پر جن کو گواہ بنایا ان کی گواہی (۳) قاضی کے فیصلے پر گواہی (۴) ایک قاضی کا دوسرے قاضی کے نام خط (۵) استفاضہ (۶) مدت کا پورا ہونا (۷) علامات کے ذریعے۔ اور ساتھ ہی ۷ ایسے غلط طریقوں کو جو عوام میں مروج ہیں، احادیث کریمہ اور عبارات فقہاء کے ذریعے باطل قرار دیا ہے: (۱) حکایتِ روایت (۲) افواہ (۳) خطوط و اخبار (۴) تار (۵) جنتریاں (۶) قیاسات و قرائن (۷) کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے۔

اس رسالہ کا نام ”فتاویٰ رضویہ“ کے قدیم وجدید نسخوں میں ”طرق اثبات الہلال“ لکھا ہے اور سن تحریر ۱۳۲۰ ہجری درج ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عموماً آپ اپنے رسائل کے نام بھی ایسے رکھتے ہیں کہ ابجد کی رو سے وہ اپنے سن تحریر کا پتہ دیتے ہیں۔ لیکن مذکورہ نام ۱۳۲۰ ہجری کے بجائے ۱۳۱۰ ہجری کا پتہ دے رہا ہے جبکہ اگر اسے ”طریق اثبات الہلال“ لکھا جائے تو یہ اپنے سن تحریر کا عکاس ہے اور تلمیذِ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے بھی اپنی تصنیف ”حیاتِ اعلیٰ حضرت“ میں اس رسالہ کا نام ”طریق اثبات الہلال“ لکھا ہے۔ (”حیاتِ اعلیٰ حضرت“، ج ۲، ص ۶۷، مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش، لاہور)۔

اس رسالہ پر المدیۃ العلمیہ کے شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت کے مدنی علمائے کرام نے تسہیل و تخریج کا کام سرانجام دیا ہے، اللہ عز و جل دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدیۃ العلمیہ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

## مسئلہ

از بڑودہ گجرات بارہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید معین الدین حسن

خاں بہادر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رویتِ ہلال (۱) شریعت میں کس طرح ثابت ہوتی ہے؟ بحوالہ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو۔ **بَيْنَا تَوْجَرُوا (۲)**

## الجواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا، وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ صَارَ الدِّينُ بِطُلُوعِ هَالَالِهِ بَدْرًا مُنِيرًا، وَعَلَى آلِهِ  
وَصَحْبِهِ الْكَامِلِينَ نُورًا وَالْمُكْمَلِينَ تَنْوِيرًا. (۳)

ثبوتِ رویتِ ہلال کے لئے شرع میں سات طریقے ہیں:

## طریق اول

### خود شہادتِ رویت

یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی، ہلالِ رمضان مبارک کے لئے ایک ہی

چاند کا دیکھنا۔

بیان فرمائیے اجر پائیے

سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو نور بنایا اور درود و سلام اس  
ذات پر جس کے ہلال کے طلوع سے دین چودھویں کا چمکا دینے والا چاند ہو گیا اور ان کی آل اور  
اصحاب جو نور میں کامل ہیں اور روشنی کو مکمل کرنے والے ہیں۔

مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مُجَرَّد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اگرچہ کنیز ہوا اگرچہ مَسْتُورُ الْحَال ہو<sup>(1)</sup> جس کی عدالتِ باطنی معلوم نہیں، ظاہر حال پابندِ شرع ہے اگرچہ اس کا یہ بیان مجلسِ قضا<sup>(2)</sup> میں نہ ہوا اگرچہ ”گواہی دیتا ہوں“ نہ کہے، نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کو تھا کتنا اونچا تھا؟ وغیرہ ذلک<sup>(3)</sup>، یہ اس صورت میں ہے کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو، چاند کی جگہ ابریابغبار ہو، اور بحالِ صفائی مطلع اگر ویسا ایک شخص جنگل سے آیا یا بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے گا، ورنہ دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کابل<sup>(4)</sup> ہیں دیکھنے کی پرواہ نہیں، بے پرواہی کی صورت میں کم سے کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستور الحال ہوں ورنہ ایک جماعتِ عظیم چاہئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہٴ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فُسَّاق ہوں، اور اگر کثرتِ حدِ تو اتر<sup>(5)</sup> کو پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔

جس کا حال چھپا ہوا ہو۔

یعنی قاضی کے رو برو۔

اور اس کے علاوہ دیگر کیفیات۔

بے پرواہ۔

یعنی اتنی بڑی تعداد۔

باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل، یا ایک مرد و عورتیں عادل، آزاد جن کا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں قاضی شرع کے حضور بلفظ ”اَشْهَدُ“ گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اس کا قائم مقام ہے جبکہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اس کے حضور گواہی دیں، اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجبوری کو اور مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کا بیان بلفظ ”اَشْهَدُ“ بھی کافی سمجھا جائے گا۔

ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے مگر عیدین میں اگر مطلع صاف ہو اور مسلمان رویتِ ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعتِ عظیم درکار ہے، اسی طرح جہاں اور کسی چاند مثلاً ہلالِ محرم کا عام مسلمان پورا اہتمام کرتے ہوں تو بحالتِ صفائی مطلع جب کہ شاہدین<sup>(1)</sup> جنگل یا بلندی سے نہ آئیں ظاہراً جماعتِ عظیم ہی چاہئے کہ جس وجہ سے اس کا ایجاب<sup>(2)</sup> رمضان و عیدین میں کیا گیا تھا یہاں بھی حاصل ہے۔

”در مختار“ میں ہے:

قبل بلا دعوی و بلا لفظ  
”اَشْهَدُ“ و حکم و مجلس  
”أبرو غبار کی حالت میں ہلالِ  
رمضان کے لئے ایک عادل یا

دو گواہ۔

قبول کرنا۔

قضاءٍ للصوم مع علةٍ كغيم  
وغبار خبر عدل أو مستور لا  
فاسقٍ اتفاقاً ولو قنّاً أو أنثى بين  
كيفية الرؤية أو لا على  
المذهب، وشرط للفطر مع  
العلة والعدالة نصاب الشهادة  
ولفظ أشهد، ولو كانوا ببلدة  
لا حاكمٍ فيها صاموا بقول ثقة  
وأفطروا بإخبار عدلين مع  
العلة للضرورة، وقبل بلا علة  
جمع عظيم يقع غلبة الظن  
بخبرهم، وعن الإمام يكتفى  
بشاهدين، واختاره في  
”البحر“، وصحّح في الأقضية  
الاكتفاء بواحد إن جاء من  
خارج البلد أو كان على  
مكان مرتفع، واختاره ظهير  
الدين، وهلال الأضحى وبقية

مستور الحال کی خبر کافی ہے اگرچہ  
غلام یا عورت ہو روایت کی کیفیت  
بیان کرے خواہ نہ کرے، دعویٰ یا  
لفظ ”أَشْهَدُ“ یا حکم یا مجلس  
قاضی کسی کی شرط نہیں، مگر فاسق کا  
بیان بالاتفاق مردود ہے، اور عید  
کے لئے بحال ناصافی مطلع  
عدالت کے ساتھ دو مرد یا ایک  
مرد و عورت کی گواہی بلفظ  
”أَشْهَدُ“ ضرور ہے اور اگر  
ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی حاکم  
اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت بحال  
ابروغبار ایک ثقہ شخص کے بیان پر  
روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر پر  
عید کر لیں، اور جب ابرو غبار نہ  
ہو تو ایسی بڑی جماعت کی خبر  
مقبول ہوگی جس سے ظن غالب  
حاصل ہو جائے، اور امام<sup>(1)</sup> سے

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔



مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور  
اسی کو ”بحر الرائق“ میں اختیار  
کیا، اور کتاب الاقضیہ میں فرمایا:  
صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے  
اگر جنگل سے آئے یا بلند مکان پر  
تھا، اور اسی کو امام ظہیر الدین نے  
اختیار فرمایا، اور ذی الحجہ اور باقی نو  
مہینوں کے چاند کا وہی حکم ہے جو  
ہلال عید الفطر کا، اھ مختصراً۔“

الأشهر التسعة كالفطر على  
المذهب۔ اھ مختصراً۔ (1)

”رد المحتار“ میں ہے:

جب آسمان صاف ہو تو ہلال  
روزہ و عید کے قبول کو جماعت  
عظیم کی خبر ضرور ہے اس لئے کہ  
بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند  
دیکھنے میں مصروف تھی اس میں  
صرف دو ایک شخص کو نظر آنا  
حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو  
ایک کی خطا میں ظاہر ہے ایسا ہی

شرط القبول عند عدم علة في  
السماء لهلال الصوم أو الفطر  
إخبار جمع عظيم؛ لأنّ التفرد  
من بين الحجم الغفير بالرؤية  
مع توجههم طالبين لما توجه  
هو إليه مع فرض عدم المانع  
ظاهر في غلطه، ”بحر“۔  
ولا يشترط فيهم العدالة،

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۶-۴۱۶۔

”إمداد“ ولا الحرية،  
 ”فہستانی“۔ (1)

”بحر الرائق“ میں ہے، اور  
 جماعت عظیم میں عدالت شرط  
 نہیں ایسا ہی ”امداد الفتاح“ میں  
 ہے، نہ آزادی شرط ہے ایسا ہی  
 ”فہستانی“ میں ہے۔

قوله: ”واختاره في البحر“  
 حيث قال: ينبغي العمل على  
 هذه الرواية في زماننا؛ لأنَّ  
 الناس تكاسلت عن ترائي  
 الأهلّة، فانتفى قولهم مع  
 توجههم طالبين، وظاهر  
 ”الولوالجية“ و”الظهيرية“ يدل  
 على أنَّ ظاهر الرواية هو  
 اشتراط العدد، والعدد يصدق  
 باثنين اه، وفي زماننا نشاهد  
 تكاسل الناس فليس في شهادة  
 الاثنين تفرد من بين الجم

اور ”بحر الرائق“ میں فرمایا کہ جب  
 لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی (2)  
 کریں تو اس روایت پر عمل چاہئے کہ  
 دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی کہ  
 سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور  
 مطلع صاف تھا تو فقط انھیں دو کو نظر آنا  
 بعید از قیاس ہے، اور ”الوالجیہ“  
 و ”ظہیریہ“ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر  
 الروایۃ میں صرف تعدد گواہان کی  
 شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا  
 انتی، اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا  
 کسل (3) آنکھوں دیکھا ہے تو دو کی

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۹، تحت قول ”الدر“: وقيل بلا علة.

یعنی سستی۔

یعنی سستی۔

گواہی کو یہ نہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف اُنھیں کو کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہو، تو ظاہر الروایۃ کی وجہ نہ رہی، تو اس دوسری روایت پر فتویٰ دینا لازم ہوا، اور ”کافی حاکم“ میں جس میں امام محمد کا تمام کلام کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرمادیا ہے یوں ہے کہ رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت، عادل یا مستور الحال کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا اتنی، اور ان دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لئے کہ جماعت عظیم کی شرط وہاں ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو تو یہ چھلی روایت اس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی

الغفیر حتی یظہر غلط الشاہد، فانتفت علة ظاہر الروایۃ فتعین الإفتاء بالروایۃ الأخری، وفي ”کافی الحاکم“ الذي هو جمع کلام محمد في کتبه ظاہر الروایۃ: تقبل شهادة المسلم والمسلمة عدلاً کان أو غیر عدل بعد أن یشهد أنه رأى خارج المصر أو أنه رآه في المصر مع علة تمنع العامة من التساوی في رؤيته اه، ولا منافاة بينهما؛ لأنّ اشتراط الجمع العظیم إذا کان الشاهد من المصر في غیر مکان مرتفع، فالثانية مقيدة لإطلاق الأولى بدلیل أنّ الأولى علل فیہا رد الشهادة بأنّ التفرد ظاہر في الغلط، وعلى ما في الثانية

گواہی نہ ماننے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ  
 تنہا اس کا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے اور  
 اس پچھلی صورت یعنی جبکہ وہ جنگل  
 میں یا بلند مکان پر تھا وہ رد کی وجہ نہ  
 پائی گئی اس لئے ”محیط“ میں فرمایا کہ  
 اس حالت میں تنہا اس کا دیکھنا خلاف  
 ظاہر نہ ہوگا اور باقی نو مہینوں میں  
 مقبول نہ ہوگی مگر گواہی دو مردوں یا  
 ایک مرد و عورتوں عادل آزادی جن پر  
 حدّ قذف<sup>(2)</sup> نہ لگ چکی ہو جیسے باقی  
 تمام معاملات میں، اسی طرح ”بحر  
 الرائق“ میں امام استیجابی کی ”شرح  
 مختصر طحاوی“ سے ہے، اور ظاہر یہ ہے  
 کہ ان نو چاندوں میں صفا و عدم صفائی  
 مطلع کا کچھ فرق نہیں ہر حال میں دو کی  
 گواہی قبول ہوگی کہ وہ وجہ جو وہاں  
 شرط جماعت عظیم کی باعث تھی کہ سب

لم توجد علة الرد ولهذا قال  
 في ”المحيط“: فلا يكون  
 تفرد بالرؤية خلاف الظاهر۔  
**قوله:** وبقيّة الأشهر التسعة  
 لا يقبل فيها إلا شهادة رجلين  
 أو رجل وامرأتين عدول أحرار  
 غير محدودين كما في سائر  
 الأحكام، ”بحر“ عن ”شرح  
 مختصر الطحاوي“ للإمام  
 الإسبيجاني۔ والظاهر أنّه في  
 الأهلة التسعة لا فرق بين الغيم  
 والصحو في قبول الرجلين  
 لفقد العلة الموجبة لاشتراط  
 الجمع الكثير وهي توجه الكلّ  
 طالبين ويؤيده قوله: كما في  
 سائر الأحكام اه ملتقطاً۔<sup>(1)</sup>

”ردّ المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۰-۴۱۵۔

یعنی زنا کی تہمت کی حد۔

ہلال کو تلاش کرتے ہیں یہاں موجود نہیں کہ ان نو مہینوں کا چاند عام لوگ تلاش نہیں کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتا ہے امام اسیحیابی کا وہ فرمانا کہ ان میں وہ درکار ہے جو باقی تمام معاملات میں، اھ ملتقطاً۔

”حدیقہ ندیہ“ میں ہے:

إذا خلا الزمان من سلطان ذي  
كفاية فالأمور موكلة إلى العلماء،  
ويلزم الأمة الرجوع إليهم  
ويصيرون ولاية فإذا عسر جمعهم  
على واحد استقل كل قطر باتباع  
علمائه فإن كثروا فالمتبع أعلمهم  
فإن استنوا أقرع بينهم۔<sup>(1)</sup>

”جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو شرعی سب کام علماء کو سپرد ہوں گے اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملہ شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کریں وہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں اگر ضلع میں عالم کثیر ہوں تو جو سب میں زیادہ احکام شریعت کا علم رکھتا ہے اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈال لیں“

”الحدیقہ الندیہ“، النوع الثالث من أنواع العلوم الثلاثة، ج ۱، ص ۳۵۱۔

## طریق دوم

### شَهَادَةُ عَلَى الشَّهَادَةِ<sup>(1)</sup>

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔

یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہِ اصل، گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال، فلاں دن کی شام کو دیکھا، گواہانِ فرع یہاں آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال، فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔

پھر اصل شہادتِ رویت میں اختلافِ احوال کے ساتھ جو احکام گزرے ان کا لحاظ ضرور ہے مثلاً ماہِ رمضان میں مطمع صاف تھا تو صرف ایک کی گواہی مَسْمُوع<sup>(2)</sup> نہ ہونی چاہئے جب تک جنگل میں یا بلند مکان پر دیکھنا نہ بیان کرے ورنہ ایک کی شہادت اور اس کی شہادت پر بھی صرف ایک ہی شاہد اگرچہ کنیز مستورۃ الحال ہو بس ہے، اور باقی مہینوں میں یہ تو ہمیشہ ضرور ہے کہ ہر گواہ کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد و عورت عادل گواہ ہوں اگرچہ یہی دو مرد ان دو اصل میں ہر ایک کے شاہد

یعنی گواہی پر گواہ کرنا۔

یعنی قابلِ سماعت۔

ہوں، مثلاً جہاں عیدین میں صرف دو عادلوں کی گواہی مقبول ہے زید و عمر و دو عادلوں نے چاند دیکھا اور ہر ایک نے اپنی شہادت پر بکر و خالد و مرد عادل کو گواہ کر دیا کہ یہاں آ کر بکر اور خالد ہر ایک نے زید و عمر و دونوں کی گواہی پر گواہی دی کافی ہے، یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ کے جدا جدا دو گواہ ہوں، اور یہ بھی جائز ہے کہ اصل خود آ کر گواہی دے اور دوسرا گواہ اپنی گواہی پر دو گواہ جدا گانہ کر بھیجے، ہاں یہ جائز نہیں کہ ایک گواہ اصل کے دو گواہ ہوں اور انھیں دونوں میں سے ایک خود اپنی شہادت ذاتی بھی دے۔

”در مختار“ میں ہے:

الشهادة على الشهادة مقبولة	”گواہی پر گواہی مقبول ہے اگرچہ
وإن كثرت استحساناً في كلِّ	یکے بعد دیگرے کتنے ہی درجے تک
حق على الصحيح إلا في حدِّ	پہنچے مثلاً گواہان اصل نے زید و عمر کو
وقود بشرط تعذر حضور	گواہ بنایا انہوں نے اپنی اس شہادۃ
الأصل بمرض أو سفر، واكتفى	على الشهادة پر بکر و خالد کو گواہ کر دیا
الثانى بغيبته بحيث يتعذر أن	خالد نے اپنی اس شہادۃ على
يبیت بأهله، واستحسنه غير	الشهادة پر سعید و حمید کو شاہد بنالیا و علی
واحد۔ وفي ”القهستاني“	هذا القیاس <sup>(1)</sup> اور مذہب صحیح پر یہ امر
و”السراجية“: وعليه الفتوى،	حدود و قصاص <sup>(2)</sup> کے سوا ہر حق میں
وأقره المصنف، أو كون المرأة	جائز ہے اس شرط سے کہ جس وقت

اور اسی پر قیاس کرتے جاؤ۔

یعنی شریعت کی طرف سے مقرر کردہ سزائیں اور بدلے۔

قاضی کے حضور ادائے شہادت ہوئی  
اس وقت وہاں اصل گواہ کا آنا مرض یا  
سفر یا زن پردہ نشین ہونے کے  
باعث مُعَذَّر ہو<sup>(۲)</sup>، اور امام  
ابویوسف کے نزدیک تین منزل دور  
ہونا ضرور نہیں بلکہ اتنی دوری کافی  
ہے کہ گواہی دے کر رات کو اپنے گھر  
نہ پہنچ سکے، بکثرت مشائخ نے اسی  
قول کو پسند کیا اور ”تہستانی“  
و ”سراجیہ“ میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے  
مصنف نے اسے مُسَلَّم رکھا، اور  
عورت کی پردہ نشینی یہ کہ مردوں کی  
مَجْمَع سے بچتی ہو اگرچہ اپنی کسی  
ضرورت کے لئے باہر نکلے یا حمام  
جائے ایسا ہی ”قنیہ“ میں ہے، اور یہ  
بھی شرط ہے کہ ہر اصل گواہ اگرچہ  
عورت کی گواہی پر پورا نصاب شہادت

مُخَدَّر لا تخالط الرجال وإن  
خرجت لحاجة وحمام، ”قنیہ“  
عند الشهادة عند القاضي قيد  
للکَلِّ وبشرط شهادة عدد  
نصاب ولو رجلا وامرأتين عن  
کَلِّ أصل ولو امرأة لا تغاير  
فرعي هذا وذاك۔ و کیفیتها أن  
يقول الأصل مخاطباً للفرع  
-ولو ابنه، ”بحر“:- أشهد على  
شهادتي أنني أشهد بكذا ويقول  
الفرع: أشهد أن فلاناً أشهدني  
على شهادته بكذا وقال لي:  
أشهد على شهادتي بذلك اه  
مختصراً۔ (۱)

”الدر“، کتاب الشہادات، باب الشہادة علی الشہادة، ج ۸، ص ۲۵۶-۲۵۸۔

یعنی مشکل ہو۔



یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں گواہی دیں ہاں یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ اصل کے دودو جداگانہ گواہ ہوں، اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ فرع سے اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہو خطاب کر کے کہے: ”تو میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں“ اور گواہ فرع یوں ادائے شہادت کرے کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا اور مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔“ اھ مختصراً اسی کے بیانِ ہلالِ رمضان میں ہے:

وتقبل شهادة واحد على آخر كعبد  
وأنثى ولو على مثلهما۔<sup>(1)</sup>  
”ایک کی گواہی دوسرے پر مثلاً غلام  
یا عورت کی شہادت اگرچہ اپنے ہی  
جیسے پر ہلالِ رمضان میں مقبول ہے  
جبکہ ایک کی گواہی وہاں  
مسموع ہونے<sup>(2)</sup> کے قابل ہو جیسے  
بحالت ناصافی مطلع۔“

”رد المحتار“ میں ہے:

لو شهدا على شهادة رجل وأحدهما  
يشهد بنفسه أيضاً لم يجز، كذا في  
”محيط السرخسي“، ”فتاویٰ  
الہندیة“، ولو شهد واحد على  
شهادة نفسه وأخران على شهادة

”اگر دو گواہوں نے ایک مرد کی  
شہادت پر شہادت کی اور ان میں  
ایک خود بذاتہ گواہ ہے تو یہ جائز نہیں  
ایسا ہی ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ”محیط  
امام سرخسی“ سے ہے، اور اگر ایک

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۶، ص ۲۳۲۔

یعنی سنی جانے۔

غیرہ یصح، صرح بہ فی ”البزازیة“ نے خود گواہی دی اور دوسرے دو نے  
اور شخص کی شہادت پر شہادت ادا کی تو  
اہ مختصراً۔<sup>(1)</sup>

یہ درست ہے ”بزازیہ“ میں اس کی  
تصریح ہے۔“

”فتاویٰ عالمگیریہ“ میں ”ذخیرہ“ سے ہے:

”گواہ فرع کو چاہیے کہ گواہ اصل اور  
الاصول و اسم ابيه و جدّه حتى لو  
ترك ذلك فالقاضي لا يقبل  
شهادتهما۔<sup>(2)</sup>  
اس کے باپ اور دادا سب کا نام ذکر  
کرے یہاں تک کہ اگر اسے چھوڑ  
دے گا تو حاکم اس کی گواہی قبول نہ  
کرے گا۔“

شهادة على الشهادة میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے مطابق حکم ہونے تک  
گواہان اصل بھی اہلیت شہادت پر باقی رہیں اور شہادت کی تکذیب<sup>(3)</sup> نہ کریں  
مثلاً گواہان فرع نے ابھی گواہی نہ دی یا دی اور اس پر ہنوز حکم نہ ہوا تھا کہ گواہان  
اصل سے کوئی گواہ اندھا یا گونگا یا مجنون یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا یا کہا کہ میں نے تو  
ان گواہوں کو اپنی شہادت کا گواہ نہ کیا تھا یا غلطی سے گواہ کر دیا تھا تو یہ شہادت باطل  
ہو جائے گی۔

”رد المحتار“، کتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج ۸،

ص ۲۵۷-۲۵۸۔

”الہندیہ“، الباب الحادي عشر في الشهادة على الشهادة، ج ۳، ص ۵۲۔

یعنی گواہی کے اہل رہیں اور گواہی کی تردید نہ کریں۔

”در مختار“ میں ہے:

تبطل شهادة الفرع بخروج أصله عن أهليتها كخرس وعمى  
وبإنكار أصله الشهادة كقولهم: ما لنا شهادة أو لم نشهدهم أو أشهدناهم  
وغلطنا اه مختصراً۔<sup>(1)</sup>

## طریق سوم

### شَهَادَةُ عَلَى الْقَضَاءِ<sup>(2)</sup>

یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شرع کے حضور رویتِ ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا دو شاہدانِ عادل اس گواہی و حکم کے وقت حاضر دارالقضاء تھے انھوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گزریں اور حاکم موصوف نے ان گواہیوں پر ثبوتِ ہلالِ مذکور شام فلاں روز کا حکم دیا۔

”فتح القدیر شرح ہدایہ“ میں ہے:

لو شهدوا أنّ قاضي بلد كذا شهد عنده إثنان برؤية الهلال في  
ليلة كذا وقضى بشهادتهما جاز لهذا القاضي أن يحكم بشهادتهما؛ لأنّ

یعنی گواہِ اصل کی اہلیتِ شہادت ختم ہونے سے گواہِ فرع کی شہادت باطل ہو جائے گی جیسا کہ اصل شاہد گونگایا بینا ہو گیا یا گواہِ اصل شہادت کا انکار کر دیں مثلاً کہیں کہ ہم نے کوئی گواہی نہیں دی، یا یوں کہیں کہ ہم نے ان کو گواہ نہیں بنایا، یا ہم نے ان کو غلطی سے گواہ بنایا۔

(”الدر“، کتاب الشهادات، باب الشهادة على الشهادة، ج ۸، ص ۲۶۰-۲۶۱)۔

یعنی قاضی کے فیصلے پر گواہی دینا۔

قضاء القاضي حجة وقد شهدوا به۔<sup>(1)</sup>

اسی طرح ”فتاویٰ قاضی خاں“،<sup>(2)</sup> و ”فتاویٰ خلاصہ“،<sup>(3)</sup> وغیرہ میں ہے۔

**قلت:** وقيدہ في ”التنوير“<sup>(4)</sup> تبعاً لـ ”الذخيرة“ عن ”مجموع النوازل“ باستجماع شرائط الدعوى، ووجه العلامة الشامي<sup>(5)</sup> بتوجيهين، لنا في كل منهما كلام حققناه فيما عليه علّقناه فراجعه ثمّ<sup>(6)</sup> فإنّه من الفوائد المهمة۔<sup>(7)</sup>

یعنی اگر گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے فلاں قاضی کے پاس فلاں رات میں چاند دیکھنے پر دو آدمیوں نے گواہی دی تو قاضی نے ان کی شہادت پر فیصلہ دے دیا ہے تو اس قاضی کے لیے ان دونوں کی شہادت کی وجہ سے فیصلہ دینا جائز ہے کیونکہ قضائے قاضی حجت ہے اور انہوں نے اس پر گواہی دی ہے۔

”فتح القدیر“، کتاب الصوم، فصل في رؤية الهلال، ج ۲، ص ۲۴۳۔

”الخانبة“، کتاب الصوم، ج ۱، ص ۹۵۔

”خلاصۃ الفتاوی“، کتاب الصوم، ج ۱، ص ۲۴۹۔

”التنوير“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲۔

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲، تحت قول ”الدر“

انظر ”جد الممتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۲۱۹، من المقولة: ۱۹۹۱ إلى ۱۹۹۴۔

میں کہتا ہوں کہ ”تنویر“ میں ”ذخیرہ“ کی اتباع کرتے ہوئے ”مجموع النوازل“ کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے یہ قید لگائی گئی ہے کہ دعویٰ کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اور علامہ شامی نے اس کی دو توجیحات بیان کی ہیں ان میں سے ہر ایک میں ہمیں کلام ہے، اس کی پوری تفصیل ہم نے حاشیہ ”رد المحتار“ (یعنی ”جد الممتار“) میں بیان کی ہے، وہاں سے ملاحظہ کریں کیونکہ وہ اہم فوائد پر مشتمل ہے۔

## طریق چہارم

### کِتَابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي

یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات<sup>(1)</sup> کے لئے مقرر کیا ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گزری، اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی، اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام و نشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہو، اور وہ خط دو گواہان عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو اس پر عمل کر سکتا ہے۔ (اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کا تب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنادے یا اس کا مضمون بتادے اور خط بند کر کے ان کے سامنے سر بمہر کر دے، اور اوّلیٰ یہ کہ اس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہود<sup>(2)</sup> کو دے دے کہ وہ اسے یاد کرتے رہیں یہ آ کر مضمون پر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سر بمہر خط اس قاضی کے حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لئے ہے، ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد و عورتیں عادل کو خط سپرد کر کے گواہ کر لے اور وہ باحیاط یہاں لا کر شہادت دیں) بغیر اس کے اگر خط ڈاک میں ڈال دیا یا اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیا تو ہرگز مقبول نہیں اگرچہ وہ خط اسی قاضی کا معلوم ہوتا ہو

مقدمات کے فیصلوں۔

یعنی گواہوں۔

اور اس پر اس کی اور اس کے محکمہ قضا کی مہر بھی لگی ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک یہ خط قاضی مکتوب الیہ کو پہنچے اور وہ اسے پڑھ لے اس وقت تک کاتب زندہ رہے اور معزول نہ ہو ورنہ اگر خط پڑھے جانے سے پہلے مر گیا یا برخاست ہو گیا تو اس پر عمل نہ ہوگا اور بحالتِ زندگی یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک مکتوب الیہ اس خط کے مطابق حکم نہ کر لے اس وقت تک کاتب عہدہ قضا کا اہل رہے ورنہ اگر حکم سے پہلے کاتب مثلاً مجنوں یا مرتد یا اندھا ہو گیا تو بھی خط بیکار ہو جائے گا۔

”در مختار“ میں ہے:

القاضي يكتب إلى القاضي بحكمه، وإن لم يكن الخصم حاضراً لم يحكم، كتب الشهادة ليحكم المکتوب إليه بها على رأيه، وقرأ الكتاب عليهم أو أعلمهم بما فيه وختم عندهم وسلم إليهم بعد كتابة عنوانه وهو أن يكتب فيه اسمه واسم المکتوب إليه وشهرتهما، واكتفى الثاني بأن يشهدهم أنه كتابه، وعليه الفتوى، ويبطل الكتاب بموت الكاتب وعزله قبل القراءة وبجنون الكاتب وردته وحده لقذف وعمائه لخروجه عن الأهلية، وكذا بموت المکتوب إليه وخروجه عن الأهلية إلا إذا عمم - ولا يقبل كتاب القاضي من محكم بل من قاض مولى من قبل الإمام - (1)

یعنی ایک قاضی دوسرے قاضی کی طرف حکم نامہ لکھے، اگر خصم حاضر نہ ہو تو قاضی فیصلہ نہ کرے اور گواہی لکھ لے تاکہ وہ قاضی جس کی طرف خط لکھا جا رہا ہے گواہی کے ذریعے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ صادر کر دے، اور قاضی کاتب خط مذکور کو شہود پر پڑھے یا انہیں اس کے مضمون سے آگاہ کر دے اور اس خط پر ان کے سامنے اپنی مہر لگائے، پھر خط پر پتا لکھ کر خط ان کے حوالے کر دے، پتا یوں تحریر کرے کہ خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام اور دونوں کی شہرت یعنی وہ لفظ یا لقب

”درر وغر“ میں ہے: لا يقبله أيضاً إلا بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين؛ لأن الكتاب قد يزور إذ الخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم، فلا يثبت إلا بحجة تامة۔ (2)

## طریق پنجم

### اِسْتِفَاضَه

یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے

جس سے وہ مشہور ہوں ضرور لکھے، اور امام ابو یوسف نے اس پر اکتفاء کیا ہے کہ قاضی کا تب شاہدوں کو صرف اس پر گواہ کر لے کہ وہ اس کا خط ہے فتویٰ اسی قول پر ہے، اور خط پڑھے جانے سے پہلے اگر قاضی کا تب کی موت واقع ہو جائے یا اس کی معزولی ہو جائے تو خط باطل ہو جاتا ہے، اسی طرح قاضی کا تب کے مجنون، مرتد، محدود فی القذف اور نابینا ہو جانے پر بھی خط باطل ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اہلیت قضا سے نکل گیا، یونہی جس قاضی کی طرف خط لکھا گیا ہے اس کی موت سے، اور اس کے اہلیت قضا سے نکلنے کی وجہ سے بھی خط باطل ہو جائے گا مگر اس صورت میں مکتوب الیہ قاضی کی موت سے خط باطل نہیں ہوتا جب کا تب قاضی تعیم کر دے مثلاً یوں کہہ دے کہ جو وہاں کا قاضی ہو یہ خط اس کی طرف ہے، اور خط حکم کی طرف سے مقبول نہیں بلکہ اس قاضی کی طرف سے مقبول ہے جو سلطان کی طرف سے معین ہو۔

”الدر“، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۴۸-۱۵۹، ملتقطاً۔

قاضی اول کی تحریر بھی قبول نہ ہوگی مگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے، اس لیے کہ تحریر میں جلسا زی ہو جاتی ہے کیونکہ تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہو سکتی ہے اسی طرح مہر دوسری مہر کے مشابہ ہو سکتی ہے پس حجت کاملہ کے بغیر تحریر کا ثبوت نہ ہوگا۔

”درر الحکام شرح غرر الأحکام“، کتاب القضاء، باب کتاب القاضی، الجزء

الثانی، ص ۴۱۔

یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل وقائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملترزم و ملازم ہے یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مَرَجَع عوام و مُتَّبِعُ الْأَحْکَامِ ہو<sup>(1)</sup> کہ احکام روزہ و عیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں<sup>(2)</sup>، عوام کَالْأَنْعَامِ<sup>(3)</sup> بطور خود عید رمضان نہیں ٹھہرا لیتے، وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت<sup>(4)</sup> روزہ ہوا یا عید کی گئی، مجرّد بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں، پوچھتے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں، یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منہتہائے سند و ایک شخصوں کے محض حکایت کہ انہوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی ایسی خبر ہرگز استفادہ نہیں، بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں، یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی پر شہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بـغلبـۃِ ظنِّ مُلْتَحِقِ بِالْيَقِينِ<sup>(5)</sup> وہاں رویت و صوم و عید کا ہونا ثابت ہوگا، اور جب کہ وہ شہر اسلامی اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہو جائے گی۔

یعنی عوام کے رجوع کا مرکز ہوا اور وہ جو احکام بتائے اس کی پیروی کی جاتی ہو۔

یعنی جاری ہوتے ہیں۔

یعنی بے شعور لوگ۔

یعنی چاند دیکھنے کی وجہ سے۔

یعنی یقینی طور پر یا غلبہِ ظن کے یقین کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے۔



اور یہیں سے واضح ہوا کہ تاریخ شہر جہاں نہ کوئی قاضی شرع نہ مفتی اسلام یا مفتی ہے مگر نا اہل جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں جیسے آج کل کے بہت مدعیان خام کار خصوصاً وہابیہ<sup>(۱)</sup> خصوصاً نامقلدین (غیر مقلدین) وغیرہم فجار یا بعض سلیم الطبع سنی، ناقص العلم نا تجربہ کار یا مفتی محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خود سر، اس کے مُستَظَر احکام نہیں پیش خویش<sup>(۲)</sup> اپنے قیاساتِ فاسدہ پر جب چاہیں عید و رمضان قرار دے لیتے ہیں ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تو اتر بھی اصلاً قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔

”در مختار“ میں ہے:

شهدوا أنه شهد عند قاضي مصر كذا شاهدان برؤية الهلال وقضى به، قضى القاضي بشهادتهما؛ لأن قضاء القاضي حجة، وشهدوا به، لا لو شهدوا برؤية غيرهم؛ لأنه حكاية، نعم لو استفاض الخبر في البلدة الأخرى لزمهم على الصحيح من المذهب، ”مجتبى“ وغيره۔<sup>(۳)</sup>

نظریات میں ابن عبدالوہاب کے تابعدار۔

یعنی ان کے پیش نظر شرعی احکام نہیں وہ خود ہی۔

یعنی گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس چاند دیکھنے کی فلاں دو گواہوں نے گواہی دی ہے اور قاضی نے اس پر فیصلہ صادر فرما دیا ہے تو ان کی گواہی کی بنا پر یہ قاضی بھی فیصلہ دے سکتا ہے کیونکہ قاضی کا فیصلہ حجت ہے اور اس پر گواہ موجود ہیں، البتہ اس صورت میں قاضی فیصلہ نہیں دے سکتا جب گواہی دینے والے اپنے غیر کے دیکھنے کی گواہی دیں (یعنی انہوں نے تو نہیں دیکھا بلکہ دوسروں کے دیکھنے کی گواہی دے رہے ہیں) اس لیے کہ یہ محض حکایت ہے، ہاں اگر خبر مستفیض ہوگئی (یعنی گروہ درگروہ نے آکر بیان کیا کہ فلاں شہر میں چاند ثابت ہو گیا ہے) تو ان دوسرے شہر والوں پر بھی لازم ہو جائے گا کہ اس کو تسلیم کریں، مذہب حنفیہ میں یہی صحیح قول ہے۔

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲-۴۱۳، ملقطاً۔

”ردّ المحتار“ میں ہے:

هذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة، لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر، وقد ثبت بها أنّ أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها؛ لأنّ البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادةً، فلا بد من أن يكون صومهم مبنياً على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور... إلخ۔<sup>(۱)</sup>

اسی میں ہے:

قال الرحمتي: معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعدّدون، كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنّهم صاموا عن رؤية لا مجرد الشيوخ من غير علم بمن أشاعه، كما قد تشيع أخبار يتحدث بها سائر أهل البلدة، ولا يعلم من أشاعها كما ورد: (أَنَّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَجْلِسُ الشَّيْطَانُ بَيْنَ الْجَمَاعَةِ فَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ فَيَتَحَدَّثُونَ بِهَا وَيَقُولُونَ لَا نَدْرِي مَنْ قَالَهَا)، فمثل هذا لا ينبغي أن يسمع فضلاً من أن يثبت به حكم اهـ.

یعنی یہ خبر استفاضة (یعنی خبر کا عام ہو جانا) جس میں قاضی کے فیصلہ پر گواہی نہیں اور نہ کسی اور گواہی پر گواہی، لیکن جب یہ خبر متواتر کے قائم مقام ہے اور تحقیق اس سے (یعنی خبر استفاضة سے) ثابت ہوا کہ فلاں شہر والوں نے فلاں دن روزہ رکھا تو اس خبر کے پہنچنے پر دوسرے شہر والوں پر بھی عمل لازم ہو گیا اس لئے کہ عادت (اسلامی) شہر حاکم شرع سے خالی نہیں ہوتا تو ضروری ہوا کہ اس شہر والوں کا روزہ اُس حاکم شرعی کے حکم سے ہو، پس یہ خبر استفاضة حکم مذکور (یعنی قاضی کے حکم) کے نقل کے معنی میں ہو گئی۔

”ردّ المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۳، تحت قول ”الدر“: نعم... إلخ.

قلت: وهو كلام حسن ويشير إليه قول "الذخيرة": إذا استفاض وتحقق فإنَّ التحقق لا يوجد بمجرد الشيوخ۔<sup>(۱)</sup>

"تنبيه الغافل والوسنان على أحكام هلال رمضان" میں ہے:

لما كانت الاستفاضة بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها أنَّ أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها؛ لأنَّ المراد بها بلدة فيها حاكم شرعيّ۔۔۔ إلخ۔<sup>(۲)</sup>

امام رحمتی نے فرمایا: استفاضة کا معنی یہ ہے کہ اُس شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور وہ تمام یہ اطلاع دیں کہ اُس شہر والوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے محض ایسی افواہ سے نہیں جس کے پھیلانے والا معلوم نہ ہو جیسا کہ اکثر ہوتا رہتا ہے کہ بہت سی خبریں شہر میں پھیل جاتی ہیں اور ان کے پھیلانے والا معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ وارد ہے کہ "آخری زمانے میں شیطان لوگوں کے درمیان آ کر بیٹھے گا اور بات کرے گا، لوگ اسے بیان کریں گے اور کہیں گے ہم نہیں جانتے یہ بات کس نے کہی"، تو اس طرح کی باتیں سننا ہی مناسب نہیں چہ جائیکہ ان سے حکم ثابت کیا جائے اھ، میں کہتا ہوں: یہ کلام بہت اچھا ہے اور اسی کی طرف ذخیرہ کے قول میں اشارہ ہے کہ "جب خبر مشہور اور ثابت ہو"، پس ثبوت محض افواہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔

"رد المحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۳، تحت قول "الدر": نعم۔۔۔ إلخ۔

جب چاند نظر آنے کی خبر، خبر متواتر کی طرح مشہور ہو، اور اس سے ثابت ہو جائے کہ فلاں شہر کے لوگوں نے چاند نظر آنے پر روزہ رکھا ہے تو ایسی خبر پر عمل لازم ہوگا کیونکہ اس سے وہ شہر مراد ہوگا جس میں حاکم شرعی ہو، إلخ۔

"مجموعه رسائل ابن عابدين"، الرسالة: تنبيه الغافل والوسنان، الجزء الأول،

در بارہ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی کی ہے اور اس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ صوم وعید بر بنائے حکم حاکم شرع عالم متبع احکام ہوا کرتا ہو، اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعت کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا، ظاہراً اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ رُویۃ فی نفسہا حجت شرعیہ ہے؛

لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَفْطِرُوا

لِرُؤْيَيْهِ)) (1)

جب جماعت تواتر، جماعت تواتر سے ان کی رُویۃ کی نازل ہے تو رُویۃ بالیقین ثابت ہوگئی اور شہادت کی حاجت نہ رہی کہ اثبات احکام میں تواتر بھی قائم مقام شہادت بلکہ اس سے اقویٰ ہے کہ شہادت برخلاف تواتر آئے تو رد کردی جائے اور نفی پر تواتر مقبول ہے اور شہادت نامسموع (2)۔

”عامگیرہ“ میں ”محیط“ سے ہے:

إِنْ وَجَدَ كُلُّهُمْ غَيْرَ ثِقَاتٍ يَعْتَمِدُ عَلَى ذَلِكَ بِنَوَاتِرِ الْأَخْبَارِ (3)

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ ”چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر افطار کرو یعنی عید کرو۔

”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَالَالَ فَصُومُوا، الحدیث: ۱۹۰۹، ج ۱، ص ۶۳۰۔

یعنی ناقابلِ سماعت۔

یعنی اگر وہ تمام غیر ثقہ ہوں تب بھی تواتر خبر کی بنا پر اعتماد کیا جائے گا۔

(”الہندیۃ“، الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل، ج ۳، ص ۵۲۹)۔

”درّ مختار“ میں ہے:

شهادة النفي المتواتر مقبولة<sup>(۱)</sup>

”ردّ المحتار“ میں ہے:

في ”النوادر“ عن الثاني: شهدا عليه بقول أو فعل يلزم عليه بذلك إجارة أو بيع أو كتابة أو طلاق أو عتاق أو قتل أو قصاص في مكان أو زمان أو صفات فبرهن المشهود عليه أنه لم يكن ثمّة يومئذ لا تقبل، لكن قال ”المحيط“ في الحادي والخمسين: إن تواتر عند الناس وعلم الكل عدم كونه في ذلك المكان والزمان لا تسمع الدعوى ويقضى بفرار الذمة لأنه يلزم تكذيب الثابت بالضرورة.<sup>(۲)</sup>

یعنی نفی متواتر کی گواہی مقبول ہے۔

”الدرّ“، کتاب الشهادة، باب القبول وعدمه، ج ۲، ص ۹۸۔

یعنی ”نوادر“ میں امام ابو یوسف سے ہے کہ دو گواہوں نے کسی کے خلاف اس کے قول یا فعل پر گواہی دی تو اس گواہی سے مدعا علیہ پر اجارہ یا بیع یا کتابت یا طلاق یا آزادی قتل یا قصاص زمان یا مکان یا صفات میں لازم ہو جائے گا، اور اگر مشہود علیہ گواہ قائم کر دے کہ وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھا تو اس کی بات قبول نہ کی جائے گی، لیکن ”محیط“ میں ۵۱ نمبر میں فرمایا: ”اگر لوگوں کے نزدیک متواتر سے ثابت ہو اور ہر ایک جانتا ہو کہ یہ شخص اس وقت اس مکان و زمان میں موجود نہ تھا تو اب دعویٰ نہ سنا جائے گا اور اسے بری الذمہ قرار دیا جائے گا اس لیے کے ثابت بالضرورت کی تکذیب لازم ہوگی۔

”ردّ المحتار“، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۲۴۴، تحت قول ”الدرّ“: شهادة النفي

المتواترة مقبولة۔

”عقود الدریۃ“ میں ”فتاویٰ صغریٰ“ سے ہے:

البینۃ إذا قامت علی خلاف المشهور المتواتر لا تقبل وهو أن  
یشتہر ویسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعهم علی الکذب۔<sup>(۱)</sup>

کلام علماء مثلاً قول مذکور ”در مختار“ کے: لو استفاض الخبر فی البلدة  
الأخری<sup>(۲)</sup> اور قول ”ذخیرہ“: ”قال شمس الأئمة الحلواني:

الصحيح من مذهب أصحابنا أنّ الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بین  
أهل البلدة الأخری یلزمهم حکم هذه البلدة“،<sup>(۳)</sup> وغیر ذلك بلاشبہ اس  
صورت کو بھی شامل۔ واللہ تعالیٰ أعلم بأحكامہ۔<sup>(۴)</sup>

## طریق ششم

### اکمال عدت

یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہو جائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی

یعنی جب مشہور متواتر کے خلاف گواہ قائم ہوں تو انکی گواہی قبول نہیں، اور وہ (مشہور متواتر) وہ  
خبر ہے کہ ایسی کثیر قوم سے مشہور ہو جائے اور سنی جائے جن کا جھوٹ پر جمع ہونا متصور نہ ہو۔

”العقود الدریۃ“، کتاب الشہادۃ ومطالبہ، ص ۳۶۱۔

یعنی اگر دوسرے شہر میں خبر مشہور ہو جائے۔

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲-۴۱۳۔

یعنی شمس الأئمة حلوانی نے کہا کہ ہمارے احناف کا صحیح مسلک یہ ہے کہ بے شک خبر جب مشہور اور  
تحقق ہو جائے دوسرے شہروالوں کے درمیان تو اس شہروالوں پر بھی وہ حکم لازم ہو جاتا ہے۔

انظر ”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۳، تحت قول ”الدر“: نعم... إلخ۔

اور ان احکام کا سب سے بہتر علم اللہ کو ہے۔

ثابت ہو جائے گا اگرچہ اس کے لئے روایت، شہادت، حکم، استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو کہ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ "اگر اوتیس کو مطلع صاف نہ ہو ثَلَاثِينَ)) رواہ الشیخان عن ابن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔<sup>(۱)</sup>

یہ طریقہ صفائی مطلع کی حالت میں کافی ہے اگرچہ ہلال نظر نہ آئے جب کہ گزشتہ ہلال روایت واضحہ یاد گوہانِ عادل کی شہادت سے ثابت ہو لیا ہو، ہاں اگر ایک گواہ کی شہادت پر ہلالِ رمضان مان لیا اور اس حساب سے تیس دن آج پورے ہو گئے اور اب مطلع روشن ہے اور عید کا چاند نظر نہیں آتا تو یہ اکمالِ عدت کافی نہ ہوگا بلکہ صبح ایک روزہ اور رکھیں کہ اگلے ہلال کا ثبوت حجت تامہ سے نہ تھا اور باوصف صفائی مطلع تیس کے بعد بھی چاند نظر نہ آنا صاف گواہ ہے کہ اس گواہ نے غلطی کی اور جب کہ وہ ہلال حجت تامہ دو گوہانِ عادل سے ثابت تھا تو آج باوصف صفائی مطلع نظر نہ آنا اس پر محمول ہوگا کہ ہلال بہت باریک ہے اور کوئی بخار قلیل المقدار خاص اسی کے سامنے حاجب ہے جسے صفائی عامہٗ افق کے سبب نظر صفائی مطلع گمان کرتی ہے یا اس کے سوا کوئی اور مانع خفی خلاف معتاد ہے، ہاں اگر آج ابرو غبار ہے تو مطلقاً تیس پورے کر کے عید کر لیں گے اگرچہ ہلالِ رمضان ایک ہی شاہد کی شہادت سے مانا ہو کہ

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: اِذَا رَأَيْتُمُ الْهَالَالَ فَصُومُوا،

الحديث: ۱۹۰۷، ج ۱، ص ۶۲۹۔

اب اس کی غلطی ظاہر نہ ہوئی۔

”تنویر“ میں ہے:

بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حلّ الفطر وبقول عدل لا۔<sup>(۱)</sup>

”درمختار“ میں ہے:

نقل ابن الکمال عن ”الذخيرة“ أنه إن غمّ هلال الفطر حل

اتفاقاً۔۔۔ إلخ<sup>(۲)</sup>، وتمام تحقیقہ فی ”ردّ المحتار“ وما علّقنا علیہ۔<sup>(۳)</sup>

### طریق ہفتم

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں

کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا۔

ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکم شرع معتمد کے حکم سے اونٹیں کی شام کو توپوں کے فیر (فار) صرف بحالت ثبوت شرعی رویت ہلال ہوا کرتے ہوں، کسی کے آنے جانے کی سلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو، ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکام شرعیہ کی قدر نہیں، احکام جہال بے خرد (بخ رد)

دو عادل گواہوں کے قول سے رمضان کے روزے تمیں ہو جانے کے بعد عید الفطر جائز ہے اور

ایک عادل کی شہادت پر جائز نہیں۔ ”تنویر الأبصار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۳۔

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۴۔

ابن کمال نے ”ذخیرہ“ سے نقل کیا ہے کہ اگر عید الفطر کا چاند برآلود ہو تو بالاتفاق عید منانا جائز

ہے، إلخ، اس کی مکمل تحقیق ”رد المحتار“ اور اس پر ہمارے حاشیہ ”جد الممتار“ میں ہے۔

انظر ”جد الممتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۲۳۰، المقولۃ: ۲۰۱۶۔



یا نیچری، رافضی، وغیرہم بد مذہبوں کے حوالے ہیں جنہیں نہ تو اعد شرعیہ معلوم نہ ان کے اتباع کی پرواہ، اپنی رائے ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگا دیا، تو پیس چل گئیں، تو ایسی بے سرو پا باتیں کیا قابل لحاظ ہو سکتی ہیں، کما لا یخفی۔ (جیسا کہ مخفی نہیں)

پھر جہاں کی تو پیس شرعاً قابل اعتماد ہوں ان پر عمل اہل دیہات ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عند التحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر اعتماد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرنا اس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے، بحکم حاکم اسلام اعلان عام کے لئے ایسی ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فیر یا ڈھنڈورا وغیرہ۔

**اقول:** یہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہوگا حتیٰ کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جب کہ معلوم ہو کہ بے حکم سلطانی ایسا اعلان نہیں ہو سکتا۔

”عالمگیر“ میں ہے:

خبر منادی السلطان مقبول عدلاً کان أو فاسقاً کذا فی  
”جو اہر الأخلاطی“۔ (1)

”رد المحتار“ میں ہے:

قلت: والظاهر أنه يلزم أهل القرى الصوم بسماع المدافع أو رؤية  
القناديل من المصر؛ لأنه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، وغلبة الظن حجة

یعنی بادشاہ کے منادی کی خبر مقبول ہے منادی خواہ عادل ہو یا فاسق، اسی طرح ”جو اہر

”الہندیہ“، کتاب الکراہیۃ، ج ۳، ص ۳۰۹۔

الاخلاطی“ میں ہے۔

موجبة للعمل كما صرحوا به واحتمال كون ذلك لغير رمضان بعيد؛ إذ لا يفعل مثل ذلك عادة في ليلة الشك إلا لثبوت رمضان۔<sup>(1)</sup>

”منحة الخالق“ میں ہے:

لم يذكروا عندنا العمل بالأمارات الظاهرة الدالة على ثبوت الشهر كضرب المدافع في زماننا، والظاهر وجوب العمل بها على من سمعها ممن كان غائباً عن المصر كأهل القرى ونحوها كما يجب العمل بها على أهل المصر الذين لم يروا الحاكم قبل شهادة الشهود، وقد ذكر هذا الفرع الشافعية، فصرح ابن حجر في ”التحفة“ أنه يثبت بالأمارات الظاهرة الدالة التي لا تتخلف عادة كروية القناديل المعلقة بالمنائر، قال: ومخالفة جمع في ذلك غير صحيحة ۱۵۔<sup>(2)</sup>

میں کہتا ہوں: اور ظاہری یہی ہے کہ اہل دیہات پر شہر سے توپوں کی آواز آنے اور قندیلوں کو دیکھنے سے روزہ لازم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علامت ظاہرہ ہے جو غلبہ ظن کا فائدہ دیتا ہے اور غلبہ ظن حجت ہے جو عمل کو واجب کرتا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے، اور اس کا رمضان کے علاوہ کے لیے ہونے کا احتمال بعید ہے کیونکہ عادت شک کی رات میں یہ عمل ثبوت رمضان کے علاوہ کسی اور کام کے لیے نہیں ہوتا۔ ”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۸، تحت قول ”الدر“: ببلدة۔

ہمارے نزدیک علماء نے اُن علامات ظاہرہ کے ذریعے جو ثبوت ماہ پر دلالت کرتی ہیں پر عمل کرنے کو ذکر نہیں کیا مثلاً ہمارے زمانے میں توپوں کا چلنا، اور ظاہر یہ ہے کہ اس کے ذریعے عمل کرنے کا وجوب اس شخص پر ہے جس نے شہر سے باہر اس آواز کو سنا جس طرح کہ دیہات اور اسی کے مثل دوسرے مقامات پر رہنے والا، جیسا کہ اس کے ذریعے عمل کرنا ان شہر والوں پر واجب ہوتا ہے جنہوں نے حاکم کو گواہوں کی گواہی سے پہلے نہیں دیکھا، اور تحقیق اس فرع کو شوافع نے ذکر کیا، پس امام ابن حجر نے ”تحفہ“ میں تصریح کی ہے کہ روزے کا ثبوت ان علامات ظاہرہ سے ہو جاتا ہے جو عادت اس موقع پر معروف ہوں جیسا کہ مناروں پر معلق روشن قنادیل کو دیکھنا، اور کہا کہ ایک

جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے جو صحیح نہیں ۱۵۔ ”منحة الخالق“، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۴۷۲۔

## تنبیہ

در بارہٴ ہلالِ غیر رمضان و شوال جہاں دوسرے شہر کی رویت سے یہاں حکم ثابت کیا جائے جیسے دوم سے پنجم تک چار طریقوں میں ان کے بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ دوسرا شہر اس شہر سے اس قدر مغرب کو نہ ہٹا ہو جس کے باعث رویتِ ہلال میں اختلاف پڑ سکے جب تو وہ طریقے ہر ہلال میں کام دیں گے ورنہ غیر رمضان و شوال میں معتبر نہ ہوں گے، یعنی اگر وہ شہر اس شہر سے اتنا غربی ہے جس کی مقدار بعض علماء نے یہ رکھی ہے کہ بہتر<sup>(۱)</sup> میل یا زیادہ اس کا طول شرقی اس کے طول شرقی سے کم ہو اور وہاں کی رویت ہلال ذی الحجہ پر مثلاً شہادت یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادۃ علی القضا گزری، یا کتاب القاضی یا خبر متواتر آئی تو یہاں اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ اپنے ہی شہر یا اس کے قریب مواضع یا شرقی بلاد سے اگرچہ کتنے ہی فاصلے پر ہوں ثبوت آنے پر مدار رکھیں گے اور نہ ملا تو تمیں کی گنتی پوری کریں گے۔

”رد المحتار“ میں فرمایا:

یفہم من کلامہم فی کتاب الحج أنّ اختلاف المطالع فیہ معتبر، فلا یلزمہم شیء لو ظہر أنّہ رؤی فی بلدۃ آخری قبلہم بیوم، وھل یقال كذلك فی حق الأضحیۃ لغير الحج؟ لم أرہ، والظاهر نعم، لأنّ اختلاف المطالع إنّما لم یعتبر فی الصوم لتعلقہ بمطلق الرؤیۃ وھذا بخلاف الأضحیۃ، فالظاهر أنّھا كأوقات الصلاۃ یلزم کل قوم العمل بما عندهم فتجزئ الأضحیۃ فی الیوم الثالث عشر<sup>(۱)</sup> وإن کان علی رؤیا لا یخفی أنّ الثالث والرابع عشر وقعا سہواً وإنّما مقصودہ - رحمہ اللہ تعالیٰ -

الثانی والثالث عشر - ۱۲ منہ قدس سرہ۔

غیر ہم ہو الرابع عشر۔ (1)

## اقول مگر صحیح اس کے خلاف ہے

کلام علماء صاف مطلق وعام اور اس تخصیص میں بوجہ کلام؛ فإن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علل إسقاط اعتبار الحساب: ((بأنّا أمة أمّیّة لا نکتب ولا نحسب)) كما رواه الشيخان وأبو داود والنسائي وغيرهم عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما (2)، وهذه العلة تعم الأهلة وهذا وإن كان خلاف القياس فلا يمتنع الإلحاق به دلالة، وإن امتنع قياساً كما قد نصّ عليه العلماء ومنهم العلامة الشامي في نفس هذا الكتاب (3) ولا شك أنّ یعنی شامی میں تیرہ اور چودہ تاریخ کا ذکر سہواً ہوا جبکہ مقصد بارہویں اور تیرہویں تاریخ کا بیان ہے۔ (انظر "الفتاوى الرضوية"، ج ۲۰، ص ۳۵۸۔)

کتاب الحج میں فقہاء کے کلام سے سمجھ آتا ہے کہ حج میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے لہذا اگر یہ ظاہر ہوا کہ فلاں شہر میں ایک دن پہلے چاند دیکھا گیا تو تہاج پر کوئی شے لازم نہ ہوگی، اور کیا یہی بات غیر تہاج کے لیے قربانی کے بارے میں کہی جاسکتی ہے؟ میرے مطالعہ میں اس کا جواب نہیں آیا لیکن ظاہر یہی ہے کہ معتبر ہے اس لیے کہ روزہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار اس لیے نہیں کیا جاتا کہ اس کا تعلق مطلق رویت سے ہے اور یہ قربانی کے برخلاف ہے، پس ظاہر یہ ہے کہ قربانی کا معاملہ اوقات نماز کی طرح ہے ہر قوم پر اپنے وقت کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا، پس تیرہویں دن میں قربانی کفایت کرے گی اگرچہ ان کے غیر کی رویت کے مطابق وہ چودہ ہوں دن ہو۔

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۸-۴۱۹، تحت قول ”الدر“: علی ظاہر المذہب۔

”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: لا نکتب ولا نحسب، الحدیث: ۱۹۱۳، ج ۱، ص ۶۳۱۔

انظر ”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۹، تحت قول ”الدر“: وقيل بلا علة.

ذات الحجة كالفطر سواء بسواء، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الْفِطْرُ يَوْمٌ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالْأَضْحَى يَوْمٌ يُضْحِي النَّاسُ))<sup>(1)</sup>، أخرجه الترمذي بسند صحيح عن أم المؤمنين الصديقة رضي الله تعالى عنها، وقال صلى الله تعالى عليه وسلم: ((فَطْرُكُمْ يَوْمٌ تَفْطِرُونَ وَأَضْحَاكُمْ يَوْمٌ تَضْحُونَ))، رواه أبو داود والبيهقي<sup>(2)</sup> بسند صحيح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه<sup>(3)</sup>.

**ثم أقول:** هذا كلّه كلام معه على تسليم أنّ النوط بالرؤية إنّما

”سنن الترمذي“، كتاب الصوم، باب ما جاء في الفطر، الحديث: ٨٠٢، ج ٢،

ص ٢١٢۔

”سنن أبي داود“، كتاب الصوم، باب اذا أخطأ القوم الهلال، الحديث: ٢٣٢٤، ج ٢،

ص ٤٣٤۔ و”السنن الكبرى“، كتاب صلاة العيدين، الحديث: ٦٢٨٥، ج ٣، ص ٤٤٣۔

یعنی بے شک رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حساب و کتاب کے اعتبار کو مافوق طبع کرنے کی یہ علت بیان فرمائی کہ ہم اُمّی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں، جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا، اور یہ علت تمام چاندوں کو شامل ہے اگرچہ قیاس کے مخالف ہے پس دلالتہ الحاق سے مانع نہیں اگرچہ قیاساً مانع ہے جیسا کہ اس پر علماء نے تصریح کی ہے اور ان میں سے خود اس کتاب میں امام شامی نے بھی تصریح کی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ذی الحجہ کا چاند یعنی فطر کے چاند کے مطابق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فطر کا دن وہی ہے جس دن لوگوں نے افطار کیا اور قربانی اسی دن ہے جس دن لوگوں نے قربانی دی۔ ترمذی نے اسے صحیح سند کے ساتھ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: ”تمہاری فطر کا دن وہ ہے جس میں تم افطار کرو، اور تمہاری اضحیٰ کا دن وہ ہے جس میں تم قربانی کرو۔ اسے ابوداؤد اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ورد في الصّوم والفطر وليس كذلك بل قد ثبت كذلك في الأضحية، فقد أخرج أبو داود والدارقطني عن أمير مكة الحارث بن حاطب رضي الله تعالى عنه، قال: ((عَهْدَ إِيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَسْكَ لِرُؤْيَا فَاِنْ لَمْ نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدًا عَدْلٍ نَسْكُنَا بِشَهَادَتِهِمَا))، قال الدارقطني: هذا إسناده متصل صحيح<sup>(1)</sup> فانقطع مبنى البحث من رأسه واستبان الحق والله الحمد<sup>(2)</sup>۔

أما ما تمسك به من مسألة الحج فأقول: لا حجة فيها فإنها فيما أرى لدفع الحرج العظيم، ونظيره ما في ”التنوير“ و”الدر“<sup>(3)</sup> تبين أنّ الإمام صلى بغير طهارة تعاد الصلاة دون الأضحية، لأنّ من العلماء من قال: لا يعيد الصلاة إلاّ الإمام وحده، فكان للإجتهاد فيه مساع، ”زيلعي“ كما لو شهدوا أنّه يوم العيد، فصلّوا ثم ضحّوا، ثم بان أنّه يوم عرفة

”سنن أبي داود“، كتاب الصوم، الحديث: ۲۳۸، ج ۲، ص ۴۳۹۔  
و”الدارقطني“، كتاب الصيام، باب الشهادة على روية الهلال، الحديث: ۲۱۷۱، ج ۲، ص ۲۱۰۔

پھر میں کہتا ہوں: یہ تمام کلام اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم ہو کہ روایت پر مدار صرف صوم اور فطر کے بارے میں وارد ہوا ہے حالانکہ ایسی بات نہیں بلکہ اس طرح کا ثبوت تو قربانی میں بھی ہے، پس امام ابو داؤد اور دارقطني نے امیر مکہ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ: ”ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہ عہد لیا تھا کہ ہم چاند دیکھنے کی بناء پر قربانی کریں پس اگر ہم چاند نہ دیکھ سکیں اور دو عادل آدمی گواہی دے دیں تو ان کی شہادت کی بناء پر قربانی کریں“۔ دارقطني نے فرمایا: اسکی سند متصل صحیح ہے، تو بحث کی بنیاد ہی ختم ہوگئی اور حق واضح ہو گیا، اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔

”انظر الدر“، کتاب الأضحیة، ج ۹، ص ۵۲۹-۵۳۰۔

أجزأتهم الصلاة والتضحية؛ لأنّه لا يمكن التحرّز عن مثل هذا الخطأ، فيحكم بالجواز صيانة لجمع المسلمين، ”زيلعي“ ۱۵ ملخصاً مصححاً۔  
 ثم رأيت بحمد الله التصريح به في ”اللباب“ (2) و”شرحه“ (3) بل في نفس الشرح المتعلّق به ”رد المحتار“ حيث قال (4): شهدوا بعد الوقوف بوقوفهم بعد وقته لا تقبل شهادتهم والوقوف صحيح استحساناً حتى الشهود للخرج الشديد --- إلخ۔ فقد ظهر الحق، والحمد لله ربّ العالمين۔ (5)

”اللباب“، كتاب الحج، باب الوقوف، ص ۲۱۱۔

”المسلک المتقسط“، كتاب الحج، باب الوقوف، ص ۲۱۱۔

”انظر ”الدّر“، كتاب الحج، باب الهدى، ج ۴، ص ۵۰۔

رہا معاملہ مسئلہ حج سے استدلال کا تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ میرے خیال کے مطابق حج کا مسئلہ دفع حرج عظیم پر مبنی ہے اور اس کی نظیر تنویر اور درمیں ہے کہ اگر ظاہر ہوا امام نے بغیر طہارت کے نماز پڑھائی تو نماز لوٹائی جائے گی نہ کہ قربانی؛ کیونکہ بعض علماء نے یہ فرمایا کہ نماز کا اعادہ صرف امام ہی کرے گا، تو اب یہ مسئلہ اجتہادی قرار پایا، ”زيلعي“۔

جیسا کہ گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عید کا دن ہے، پس لوگوں نے نماز پڑھی پھر قربانی دی پھر ظاہر ہوا کہ یہ عرفہ کا دن تھا تو نماز اور قربانی دونوں انہیں کفایت کرے گی؛ کیونکہ ایسی غلطی سے بچنا ممکن نہیں، پس مسلمانوں کے اجتماع کے تحفظ کے پیش نظر جواز کا حکم لگایا جائے گا۔ ”زيلعي“ اھ ملخصاً مصححاً۔

پھر میں نے بحمد اللہ ”اللباب“ اور اس کی شرح، بلکہ نفس شرح جس کے ساتھ ”رد المحتار“ متعلق ہے اس میں تصریح دیکھی جب انہوں نے کہا کہ: اگر گواہوں نے وقوف عرفہ کے بعد گواہی دی کہ یہ وقوف وقت کے بعد ہوا ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، اور حاجیوں کا وقوف استسناً صحیح ہوگا یہاں تک کہ گواہوں کا وقوف بھی صحیح ہوگا حرج عظیم کی وجہ سے، إلخ، تو اب حق ظاہر ہو گیا، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

## غرض ثبوت ہلال کے شرعی طریقے یہ ہیں، ان کے سوا جس قدر طرق

لوگوں نے ایجاد کئے محض باطل و مخدول و ناقابل قبول ہیں، خیالاتِ عوام کا حصر کیا ہو مگر آج کل جہال میں غلط طریقے جو زیادہ رائج ہیں وہ بھی سات ہیں:

**یکم حکایتِ روایت:** یعنی کچھ لوگ کہیں سے آئے اور خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھا گیا، وہاں کے حساب سے آج تاریخ یہ ہے، ظاہر ہے کہ یہ نہ شہادتِ روایت ہے کہ انہوں نے خود نہ دیکھا، نہ شہادۃ علی الشہادۃ کہ دیکھنے والے ان کے سامنے گواہی دیتے اور انھیں اپنی گواہیوں کا حامل بناتے، اور یہ حسب قواعد شرعیہ یہاں شہادت دیتے، بلکہ مجرد حکایت جس کا شرع میں اصلاً اعتبار نہیں اگرچہ یہ لوگ بھی ثقہ معتمد ہوں اور جن کا دیکھنا بیان کریں وہ بھی ثقہ مستند ہوں نہ کہ جہال، جہال میں تو یہ رائج ہے کہ کوئی آئے کیسا ہی آئے کسی کے دیکھنے کی خبر لائے اگرچہ خود اس کا نام بھی نہ بتائے بلکہ سرے سے اس سے واقف ہی نہ ہو ایسی مہمل خبروں پر اعتماد کر لیتے ہیں۔

”فتح القدیر“ و ”بحر الرائق“ و ”عالمگیریہ“ وغیرہا میں ہے:

لو شهد جماعة أنّ أهل بلدة كذا رأوا هلال رمضان قبلکم بیوم فصاموا وهذا اليوم ثلاثون بحسابهم ولم ير هؤلاء الهلال لا يباح فطر غد، ولا ترك التراویح في هذه الليلة؛ لأنّهم لم يشهدوا بالرؤية ولا على شهادة غیرهم وإنّما حکوا رؤية غیرهم۔<sup>(1)</sup>

یعنی اگر کسی جماعت نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک دن پہلے رمضان کا چاند دیکھ لیا پس انہوں نے روزہ رکھ لیا در حالانکہ یہ دن اُن کے حساب سے تیسواں بنتا تھا اور ان لوگوں نے چاند نہیں دیکھا تھا تو ان کے لیے آئندہ دن افطار کی اجازت نہیں اور نہ ہی اس رات تراویح چھوڑ سکتے ہیں اس لیے کہ گواہوں نے نہ تو روایت پر گواہی دی اور نہ ہی اپنے غیر کی گواہی پر



**دوم افواہ:** شہر میں خبر اڑ جاتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا، جاہل اسے تواتر واستفاضہ سمجھ لیتے ہیں حالانکہ جس سے پوچھئے سنی ہوئی کہتا ہے، ٹھیک پتہ کوئی نہیں دیتا، یا منتہائے سند صرف دو ایک شخص ہوتے ہیں، اسے استفاضہ سمجھ لینا محض جہالت ہے، اس کی صورتیں وہ ہیں جو ہم نے طریق پنجم میں ذکر کیں۔

”منحہ الخالق“ حاشیہ ”بحر الرائق“ میں ہے:

إعلم أنّ المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت إلى البلدة التي لم يثبت بها لا مجرد الاستفاضة؛ لأنها قد تكون مبنيّة على إخبار رجل واحد مثلاً فيشيع الخبر عنه، ولا شك أنّ هذا لا يكفي بدليل قولهم: إذا استفاض الخبر وتحقق فإنّ التحقق لا يكون إلّا بما ذكرنا۔<sup>(1)</sup>

فقیر کو بارہا تجربہ ہوا کہ ایسی شہرتیں محض بے سرو پا نکلتی ہیں اسی ذی الحجہ میں خبر شائع ہوئی کہ ”آنولے“ میں چاند ہوا ہے وہاں عام لوگوں نے دیکھا اور فقیر کے ایک دوست کا خاص نام بھی لیا گیا وہ آئے اور خود اپنی رویت اور وہاں سب کا دیکھنا گواہی دی بلکہ انہوں نے تو اپنے غیر کی رویت کو بیان کیا ہے۔ ”الہندیۃ“، کتاب الصوم، باب الثانی، ج ۱، ص ۱۹۹۔ و ”البحر الرائق“، کتاب الصوم، باب فی رؤیة الهلال، ج ۲، ص ۴۷۱-۴۷۲۔

جان لو! شہرت سے مراد یہ ہے کہ چاند کا ثبوت ہونے والے شہر سے چاند کا ثبوت نہ ہونے والے شہر تک خبر تواتر کے ساتھ ہو محض شہرت کافی نہیں؛ اس لئے کہ بعض اوقات کسی ایک آدمی کی خبر کی بناء پر خبر مشہور ہو جاتی ہے اور بلاشبہ یہ ان کے اس فرمان کی دلیل کی وجہ سے کافی نہیں کہ: جب خبر مشہور اور متحقق ہو کیونکہ تحقق مذکورہ بات کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا۔

”منحہ الخالق“، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۴۷۲۔

بیان کرتے تھے فقیر نے ان کے پاس ایک معتمد کو بھیجا، وہاں سے جواب ملا کہ یہاں ابرغلیظ تھا نہ میں نے دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا۔

پھر خبر اڑی کہ ”شاہجہانپور“ میں تو ایک ایک شخص نے دیکھا فقیر نے وہاں بھی ایک معتمد ثقہ کو اپنے ایک دوست عالم کے پاس بھیجا انہوں نے فرمایا: اس کا حال میں آپ کو مشاہدہ کرائے دیتا ہوں ان کا ہاتھ پکڑ کر شہر میں گشت کیا دروازہ دروازہ دریافت کرتے پھر عید کب ہے؟ کہا: جمعہ کی، کہا: کیا چاند دیکھا؟ کہا: دیکھا تو نہیں، کہا: پھر کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ تھا، شہر بھر سے یہی جواب ملا صرف ایک شخص نے کہا: میں نے منگل کو چاند دیکھا تھا اور میرے ساتھ فلاں فلاں صاحب نے بھی، اب یہ عالم مع ان معتمد کے دوسرے صاحب کے پاس گئے ان سے دریافت کیا، کہا: وہ غلط کہتا تھا اور خود ان دونوں صاحبوں کے ساتھ ان گواہ صاحب کے پاس آئے اب یہ بھی پلٹ گئے کہ ہاں کچھ یاد نہیں۔ پھر خبر گرم ہوئی کہ رامپور میں چاند دیکھا گیا اور جمعہ کی عید قرار پائی، فقیر نے وثیقہ شخصوں کو وہاں کے دو علماء کرام اپنے احباب کے پاس بھیجا، معلوم ہوا وہاں بھی ابر تھا کسی نے بھی نہ دیکھا، بارے (1) اتنا معلوم ہوا کہ وہاں دو شخص دہلی سے دیکھ کر آئے ہیں ان علماء نے ان دو شاہدوں کو بلا کر ان دو ثقات کے سامنے شہادت دلوائی اور جو الفاظ فقیر نے انہیں لکھوا دیئے تھے وہ ان سے کہلوا کر ان کو تحمیل شہادت کرائی اور دونوں عالم صاحبوں نے خود ان دونوں شہود اصل کا تزکیہ کیا، اب ان دونوں فرع نے یہاں آ کر شہادۃ علی الشہادۃ حسب قاعدہ شرعیہ دی، اس وقت فقیر نے عید جمعہ کا فتویٰ دیا۔

دیکھئے افواہ اخبار کی یہ حالت ہوتی ہے، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

آخر کار۔

(۱) اَلْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

سوم خطوط و اخبار: بڑی دوڑ یہ ہوتی ہے کہ فلاں جگہ سے خط آیا، فلاں اخبار میں یہ لکھا پایا، حالانکہ ہم طریق چہارم میں بیان کر چکے کہ حاکم شرع کا خاص مہری دستخطی خط جس پر خود اس کی اور محکمہ دارالقضا کی مہر لگی اور اس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہو، اور یہاں بھی حاکم شرع کے نام آئے، ہرگز بغیر دو شہادانِ عادل کے جنہیں لکھ کر اپنی کتاب کا گواہ بنا کر خط سپرد کیا اور یہاں انہوں نے حاکم شرع کو دے کر شہادت ادا کی ہو مقبول نہیں، پھر یہ ڈاک کے پرچے کیا قابل التفات ہو سکتے ہیں، اور اخباری گپیں تو اصلاً نام لینے کے بھی قابل نہیں۔

(۲) ”در مختار“ میں ہے: لا يعمل بالخط۔

(۳) ”ہدایہ“ میں ہے: الخط يشبه الخط فلا يعتبر۔

چہارم تار: یہ خط سے بھی زیادہ بے اعتبار، خط میں کاتب کے ہاتھ کی علامت تو ہوتی ہے، یہاں اس قدر بھی نہیں، تو اس پر عمل کو کون کہے گا مگر اہل جاہل سا جاہل جسے علم کے نام سے بھی مس نہیں۔

فقیر نے اس کے رد میں ایک مفصل فتویٰ لکھا<sup>(۴)</sup> اور بحمد اللہ تعالیٰ اس پر

اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت نہیں ہے مگر بلند اور عظمت والے رب عزوجل کی توفیق سے۔  
یعنی خط پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

”الدّر“، کتاب القضاء، باب کتاب القاضي إلى القاضي، ج ۸، ص ۱۵۲۔  
یعنی خط خط کے مشابہ ہوتا ہے لہذا معتبر نہیں۔

”الهدایہ“، کتاب الزکاۃ، باب فیمن یمر علی العاشر، ج ۱، ص ۱۰۴۔

امام اہلسنت کا رسالہ ”از کسی الإھلال بإبطال ما أحدث الناس في أمر الهلال“ فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۰، صفحہ ۳۵۹ تا ۶۷۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہندوستان کے بکثرت علماء نے مہر میں کیں، ”کلکتے“ میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔

گنگوہی مٹا نے اپنے ایک فتویٰ میں تاریکی خبر اس باب میں معتبر ٹھہرائی اور اسے تحریر خط پر قیاس کیا تھا کہ تاریکی خبر مثل تحریر خط کی خبر کے ہے کیونکہ تحریر میں حروف اصطلاحی ہیں جس سے مطلب معلوم ہو جاتا ہے خواہ بحرکت قلم پیدا ہو ویں خواہ کسی لاٹھی یا بانس طویل کی حرکت سے (السی قولہ)، ”بہر حال خبر تاریکی مثل خط ہے اور معتبر ہے“۔ یعنی خط میں قلم سے لکھتے ہیں، تار دینا ایسا ہے کہ کسی بڑے بانس سے جو ہزاروں کوس تک لمبا ہے لکھ دیا، تو جیسے وہ معتبر ہے ویسے ہی یہ، بلکہ یہ تو زیادہ معتبر ہونا چاہئے کہ وہاں چھوٹا سا قلم ہے اور یہاں اتنا بڑا بانس تو اعتبار بھی اسی نسبت پر بڑھنا چاہئے، شملہ بہ مقدار قلم، قیاس تو اچھا دوڑا تھا مگر افسوس کہ شرعاً محض مردود و ناکام رہا۔ اولاً خط و تار میں جو فرق ہیں ہم نے اپنے فتویٰ مفصلہ میں ذکر کیے جو اس قیاس کو از بنج برکنندہ کرتے ہیں <sup>(۱)</sup> اور ان سے قطع نظر بھی کیجئے تو حکم شرع خط ہی پر عمل حرام، پھر اس بانس کے قیاس کا کیا کام، حکم مقیس علیہ میں باطل ہے تو مقیس آپ ہی عاری و عاقل ہے۔

مولوی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں خط و تار کو بے اعتبار ہی ٹھہرایا اور اس حکم میں حق کی موافقت کی مگر یہ کہنا ہر گز صحیح نہیں کہ خبر تار یا خط بدرجہ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے، اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط، استفاضے کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے وہ تھے کہ طریق پنجم میں مذکور ہوئے، متعدد جماعتوں کا آنا اور یک زبان بیان کرنا چاہیے، یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اولاد وہ

یعنی جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں۔

ان وجوہ ناجوازی سے جنہیں ہم نے اس فتویٰ میں مفصلاً ذکر کیا ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے، ڈاک کے منشی تار کے بابو چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں، اور بفرض باطل آئیں بھی تو یہ تعدد منجر عنہ میں ہوا نہ (کہ) منجرین میں، کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعت متعدہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو، بلکہ عامہ بلاد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے اگرچہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں، بہر حال یہ خط یا تار ہم کو تو محدود ہی شخصوں کے ذریعہ سے ملیں گے پھر استفاضے سے کیا علاقہ ہوا، کیا اگر زید آ کر کہہ دے کہ فلاں جگہ لاکھ آدمیوں نے چاند دیکھا تو یہ خبر مستفیض کہلائے گی؟ ولا حول ولا قوة إلا باللہ العلیٰ العظیم۔<sup>(1)</sup>

**پنجم جنتریوں کا بیان کہ فلاں دن پہلی ہے، اول بعض علماء شافعیہ و بعض معتزلہ وغیرہم کا خیال اس طرف گیا تھا کہ مسلمان عادل مُنَجِّمُون کا قول اس بارے میں معتبر ہو سکتا ہے اور بعض نے قید لگائی تھی کہ جب ان کی ایک جماعت کثیر یک زبان بیان کرے کہ فلاں مہینے کی یکم فلاں روز ہے تو مقبول ہونے کے قابل ہے، اگرچہ واجبُ العمل کسی کے نزدیک نہیں مگر ہمارے ائمہ کرام اور جمہور مُحَقِّقینِ اَعْلَام اسے اصلاً تسلیم نہیں فرماتے اور اس پر عمل جائز ہی نہیں رکھتے اور یہی حق ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث میں یہاں قول مُنَجِّمِین سے قطع نظر عدم اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت نہیں ہے مگر بلند اور عظمت والے رب عزوجل کی توفیق سے۔**

الحاظ کی تصریح فرما چکے پھر اب اس پر عمل کا کیا محل۔

”در مختار“ میں ہے:

(۱) لا عبرة بقول المؤقتين ولو عدولاً على المذهب۔

”رد المحتار“ میں ہے:

بل في ”المعراج“: لا يعتبر قولهم بالإجماع، ولا يجوز للمنجم

أن يعمل بحساب نفسه۔ (۲)

جب منجمین مسلمین ثقات عدول کے بیان کا یہ حال تو آج کل کی جنتریاں جو عموماً ہندو وغیرہم کفار شائع کرتے ہیں یا بعض نیچری نام کے مسلمان یا بعض مسلمان بھی، تو وہ بھی انہیں ہندووانی جنتریوں کی پیروی سے، کیا قابلِ التفات ہو سکتی ہیں؟ فقیر نے بیس برس سے بڑی بڑی نامی جنتریاں دیکھیں، اول مصرانی ہیئت ہی ناقص و مختل ہے، پھر ان جنتری سازوں کو اس کی بھی پوری تمیز نہیں تقویٰ مات کو اکب میں وہ وہ سخت فاحش غلطیاں دیکھنے میں آئیں جن میں کوئی سمجھ وال (سمجھدار) بچہ بھی نہ پڑتا، پھر یہ کیا اور ان کی جنتری کیا، اور ان کی دُوج اور پروا (پروا) (۳) کی کسے پروا!؟۔

مذہب یہی ہے کہ اہل توقیت کا قول معتبر نہیں اگرچہ وہ عادل ہوں۔

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۸، ص ۴۰۸۔

بلکہ ”معراج“ میں ہے کہ اہل توقیت کا قول بالاجماع معتبر نہیں، اور منجمین کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے حساب پر عمل پیرا ہوں۔

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۸، تحت قول ”الدر“: ولا عبرة بقول المؤقتين۔

دُوج: قمری ماہ کی دوسری اور سترہویں تاریخ۔ (”اردو لغت“، ج ۹، ص ۶۵۱)۔

پروا: چاند کے بڑھنے یا گھٹنے کے حساب سے ہر آدھے مہینے کا پہلا دن۔ (”اردو لغت“، ج ۳، ص ۹۰۷)

**ششم قیاسات و قرائن:** مثلاً چاند بڑا تھا، روشن تھا، دیر تک رہا تو ضرور کل کا تھا آج بیٹھ کر نکلا تو ضرور پندرہویں ہے، اٹھائیسویں کو نظر آیا تھا مہینہ تیس کا ہوگا، اٹھائیسویں کو بہت دیکھا نظر نہ آیا مہینہ انتیس کا ہوگا، یہ قیاسات تو حسابات کی وقعت بھی نہیں رکھتے پھر ان پر عمل محض جہل و زلل، حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مِنْ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ انْتِفَاحُ الْقَبْرِ قِيَامَتِ كِي عِلَامَاتِ الْاَهْلَةِ)). رواه الطبرانی فی الکبیر“ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (1)

”قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔“

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مِنْ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ اَنْ يُرَى الْهَلَالُ قَبْلًا وَيُقَالُ: هُوَ لِلَّيْلَتَيْنِ)). رواه فی الأوسط“ عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (2)

”علامات قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئے گا کہا جائے گا کہ دورات کا ہے۔“

اسے طبرانی نے ”معجم کبیر“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”المعجم الکبیر“ للطبرانی، الحدیث: ۱۰۴۵۱، ج ۱۰، ص ۱۹۸۔

اسے طبرانی نے ”معجم اوسط“ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”المعجم الأوسط“، ج ۶، ص ۴۵۴، الحدیث: ۹۳۷۶۔

”صحیح مسلم شریف“ میں ابوالخثری سعید بن فیروز سے ہے:

((قَالَ: خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا  
بِطَنٍ نَحْلَةَ قَالَ تَرَاءَ يْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ  
بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ، وَقَالَ  
بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ كِلَيْتَيْنِ، قَالَ:  
فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا: إِنَّا رَأَيْنَا  
الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ  
ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ  
كِلَيْتَيْنِ، فَقَالَ: أَيَّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ، قَالَ:  
قُلْنَا: لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: إِنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لَلَّيْلَةٍ  
رَأَيْتُمُوهُ)) (1)

”ہم عمرے کو چلے جب بطنِ نخلہ  
میں اترے ہلال دیکھا، کوئی  
بولا: تین رات کا ہے، کسی نے کہا:  
دورات کا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما سے ملے ان سے عرض کی  
کہ ہم نے ہلال دیکھا کوئی کہتا ہے  
تین شب کا ہے کوئی دو شب کا،  
فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟ ہم  
نے کہا: فلاں شب، کہا: رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مدار  
رویت پر رکھا ہے تو وہ اسی رات کا  
ہے جس رات نظر آیا۔“

**ہفتم کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے:** مثلاً رجب کی چوتھی  
رمضان کی پہلی ہوگی، رمضان کی پہلی ذی الحجہ کی دسویں ہوگی، اگلے رمضان کی  
پانچویں اس رمضان کی پہلی ہوگی، چار مہینے برابر تیس کے ہو چکے ہیں یہ ضرور  
اونتیس کا ہوگا، تین پے در پے اونتیس کے ہوئے ہیں یہ ضرور تیس کا ہوگا، ان کا  
جواب اسی قدر میں ہے:



{ مَا أُنْزِلَ اللَّهُ بِهَِا مِنْ سُلْطٰنٍ } ”حق سبحانہ نے ان باتوں پر کوئی دلیل نہ اتاری۔“  
(پ ۱۲، یوسف: ۴۰)

”وجیز امام کردری“ میں ہے:

شهر رمضان جاء يوم الخميس لا يضحى أيضاً في يوم الخميس  
ما لم يتحقق أنه يوم النحر، وما نقل عن علي رضي الله تعالى عنه أنّ يوم  
أول الصوم يوم النحر ليس بتشريع كلي بل إخبار عن اتفاقي في هذه  
السنة، وكذا ما هو الرابع من رجب لا يلزم أن يكون غرة رمضان بل قد  
يتفق. (1)

”خزانة المفتين“ میں ”فتاویٰ کبریٰ“ سے ہے:

ما يروى: ((أَنَّ يوم نحر كم يوم صومكم)) كان وقع ذلك العام  
بعينه دون الأبد؛ لأنّ من أول يوم رمضان إلى غرة ذي الحجة ثلاثة أشهر  
فلا يوافق يوم النحر يوم الصوم إلا أن يتمّ شهران من الثلاثة وينقص  
الواحد، فإذا تمتّ الشهور الثلاثة تتأخّر عنه، وإذا انقصت الشهور الثلاثة

رمضان کا مہینہ جمعرات کے دن آیا تو جمعرات کے دن میں بھی قربانی جائز نہ ہوگی جب تک  
اس بات کا ثبوت نہ ہو جائے کہ یہ قربانی کا دن ہے، اور جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا  
گیا ہے کہ ہے کہ ”روزے کا پہلا دن قربانی کا دن ہے“، یہ شریعت کا قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اس سال  
میں اتفاقاً ایسا ہو جانے کی خبر دینے کا بیان ہے، اسی طرح جو رجب کا چوتھا دن ہے لازم نہیں کہ وہ  
رمضان کا پہلا دن ہو ہاں کبھی ایسا اتفاقاً ہو جاتا ہے۔

”البزازیة“، کتاب الصوم، الفصل الاول، ج ۴، ص ۹۶، (ہامش ”الہندیہ“).

أو شهران تقدّم عليه فلم يصح الاعتماد على هذا۔<sup>(۱)</sup>

یہ کلام اجمالی بقدر کفایت ہے اور ان احکام کی تفصیل تمام رسائل و مسائل فقیر میں ہے۔

وبالله التوفيق والله تعالى أعلم<sup>(۲)</sup>



یعنی یہ جو روایت کیا گیا ہے کہ ”بے شک تمہارا عید کا دن تمہارے روزے کا دن ہے“، یہ ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ معین سال میں ایسا واقعہ ہوا تھا کیونکہ رمضان کے پہلے دن سے لے کر ذوالحجہ کے پہلے دن تک تین ماہ ہوتے ہیں تو قربانی کا دن روزے کے دن کے موافق نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں کہ تین میں سے دو ماہ کامل ہوں اور ایک ناقص، اب اگر تینوں ماہ کامل ہوتے ہیں تو اس سے تاخر ہوگا اور اگر تینوں ماہ یا دو ماہ ناقص ہوتے ہیں تو پھر اس پر تقدم ہوگا لہذا اس پر اعتماد درست نہیں۔

(”حزانة المفتين“، کتاب الصوم، ص ۴۴)۔

یعنی اور یہ سب اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

## ﴿مآخذ ومراجع﴾

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام اللہ تعالیٰ	مکتبۃ المدینہ
2	صحیح البخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
3	صحیح مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت
4	سنن الترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت
5	سنن أبی داود	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
6	السنن الکبریٰ	احمد بن حسین بن علی بن یحییٰ متوفی ۳۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
7	سنن الدار قطنی	علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
8	المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت
9	المعجم الأوسط	سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت
10	حلیۃ الأولیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبحانی متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
11	تنویر الأبصار	محمد بن عبد اللہ بن احمد ترمذی متوفی ۱۰۰۴ھ	دار المعرفۃ، بیروت
12	الدر المختار	محمد بن علی حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ، بیروت
13	ردّ المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ، بیروت
14	الحدیقة الندیة	سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۴۱ھ	دار الطباعة العامرة
15	الفتاویٰ الہندیۃ	شیخ نظام وجماعت من علماء الہند	کوئٹہ
16	الفتاویٰ الخانیۃ	حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
17	فتح القدیر	کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ
18	خلاصۃ الفتاویٰ	طاہر بن عبدالرشید بخاری متوفی ۵۴۲ھ	کوئٹہ
19	جد المماتار	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبۃ المدینہ

20	درر الحکام	قاضی شہیر ملا خرو خفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ، کراچی
21	مجموعۃ رسائل ابن عابدین	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	سہیل اکیڈمی، لاہور
22	العقود الدریۃ	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	پشاور
23	منحۃ الخالق	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	کوئٹہ
24	الفتاویٰ الرضویۃ	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۲۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
25	اللباب - لباب المناسک	شیخ رحمۃ اللہ سندھی، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ، کراچی
26	المسلك المتقسط	ملا علی بن سلطان قاری خفی متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ، کراچی
27	البحر الرائق	زین الدین بن ابراہیم متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ
28	الهدایۃ	علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
29	الفتاویٰ البزازیۃ	محمد بن محمد بن المعروف بابن بزاز متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ
30	خزانۃ المفتین	حسین بن محمد خفی متوفی ۷۴۰ھ	مخطوطہ
31	حیات اعلیٰ حضرت	ملک العلماء ظفر الدین بہاری متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبہ نبویہ، لاہور
32	اردولغت		اردولغت بورڈ، باب المدینہ



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى تَلْفِيْخِ قُرْآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے جسکے جسکے منہ فی ماحول میں بکثرت سنتیں بھیجی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر شعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے انجھی انجھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی منہ فی التجاہے۔ عاشقان رسول کے منہ فی قافلوں میں بہ نیت ثواب سنتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکر مدینہ کے ذریعے منہ فی انعامات کا رسالہ پڑھ کر کے ہر منہ فی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمے دار کو متفق کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى اِس کی بڑکت سے پابند سنت بننے لگنا ہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے گونے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى اپنی اصلاح کی کوشش کے لیے ”منہ فی انعامات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”منہ فی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى

### مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: حمید سہیل گارڈ، فون: 021-32203311
- راولپنڈی: افضل مارچانڈی، فون: 051-5553765
- لاہور: داتا گرامی، فون: 042-37311679
- پشاور: فیضان مدینہ، فون: 068-5571686
- سرگودھا: فیضان مدینہ، فون: 041-2632625
- سکسٹر: چاکر، فون: 058274-37212
- مہر آباد: فیضان مدینہ، فون: 022-2620122
- مٹان: نور علی، فون: 061-4511192
- کوئٹہ: فیضان مدینہ، فون: 071-5619195
- گلگت: فیضان مدینہ، فون: 044-2550767
- گوجرانوہ: فیضان مدینہ، فون: 048-6007128
- ممبئی: فیضان مدینہ، فون: 0244-4362145
- ممبئی: فیضان مدینہ، فون: 071-5619195
- ممبئی: فیضان مدینہ، فون: 055-4225653
- ممبئی: فیضان مدینہ، فون: 048-6007128

فیضان مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)  
فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

مکتبۃ المدینہ  
(دعوت اسلامی)

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net